ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

فاطمہ بتول
ریسرچ سکالر، پی ایچ ڈی، شعبہ اردو، قرطبہ یونیورسٹی ،ڈیرہ اسماعیل خان (کے پی کے)
ڈاکٹر مزمل حسین
پروفیسر اردو، شعبہ اردو، قرطبہ یونیورسٹی ،ڈیرہ اسماعیل خان (کے پی کے)

احمد ندیم قاسمی کی نظموں میں مزاحمتی رویے: تفہیم و تجزیہ

Fatima Batool*
Doctoral Candidate, Department of Urdu, Qurtuba University, Dera Ismail Khan (KPK).
Doctor Muzamal Hussain
Professor of Urdu, Department of Urdu, Qurtuba University, Dera Ismail Khan (KPK)
***Corresponding Author:**

Resistive Attitudes in Ahmad Nadeem Qasmi's Poems: Understanding and Analysis

Ahmad Nadeem Qasmi's poetry is a powerful expression of resistance, woven from the threads of Marxist-humanist ideology, peasant consciousness, and a scathing critique of societal injustices. His work is a testament to the enduring power of the human spirit, refusing to surrender to oppression and exploitation. Through poems like "Jalal-o-Jamal" and "Dasht-e-Wafa", Qasmi gives voice to the struggles of the rural proletariat and landless peasants, highlighting their dignity and moral superiority in the face of feudalism and imperialism. His words are a call to action, a rallying cry for the oppressed to reclaim their rights and challenge the status quo. Qasmi's resistance is not just a romantic protest, but a deeply rooted critique of the systems that perpetuate inequality and injustice. He exposes the hypocrisy of religious orthodoxy and the pseudo-spiritualism that serves the ruling elite, instead advocating for a humanity that is rooted in compassion, empathy, and justice. His poetry is a masterclass in the art of resistance, using irony, sarcasm,

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30
ماخذ تحقیقی مجلہ

and folk imagery to convey the depth of his outrage and indignation. Qasmi's work is a testament to the enduring power of art to challenge and transform the world around us. In today's Pakistan, where feudal structures, religious extremism, and economic imperialism continue to oppress the marginalized, Qasmi's poetry remains a beacon of hope and resistance. His work is a reminder that the struggle for justice and equality is ongoing, and that poetry can be a powerful catalyst for change. This analysis will explore Qasmi's poetry as a manifestation of his resistive attitude, examining his use of language, imagery, and symbolism to convey his message of hope and defiance. Through his work, we will gain a deeper understanding of the power of poetry to inspire and mobilize, and the enduring legacy of Ahmad Nadeem Qasmi as a champion of the oppressed.

Key Words: *Ahmad Nadeem Qasmi, Progressive Urdu Poetry, Resistance Literature, Feudalism, Class Struggle, Religious Hypocrisy, Human Dignity, Post-Partition Pakistan.*

کوئی بھی معاشرہ مثبت اور منفی اقدار سے مل کر تشکیل پاتا ہے۔ معاشرے میں محض مثبت یا محض منفی اقدار ہونا ناممکن ہوتا ہے۔ معاشرتی سطح پر پائی جانے والی برائیاں اور خرابیوں کو روکنے کے لیے ان کا سد باب ضروری ہے۔ ان معاشرتی برائیوں کو روکنے کے لیے ان کے لیے مزاحمتی رویہ اپنایا جاتا ہے۔ مزاحمت سے مراد روکنے کا عمل ہے۔ مزاحمت ہر ناپسندیدہ عدل و انصاف کے منافی اور غلط فکر یا خیال کی تردید کے لیے کی جاتی ہے۔ روبینہ سہگل مزاحمت کی تاریخ میں لکھتی ہیں:

> "جو انسانیت کے اعلیٰ معیارات کی راہ میں حائل ہوتی ہیں۔ اس تناظر میں انھوں نے محبت کے آفاقی جذبات و احساسات کے فروغ دینے کی تلقین کی ہے۔ احمد ندیم قاسمی غزلوں میں شامل اشعار مزاحمت کی عمدہ مثالیں پیش کرتے ہیں۔"[۱]

مزاحمت کئی سطحوں پر کی جاتی ہے۔ معاشرتی سطح پر ہونے والی مزاحمت میں ادب بھی شامل ہے۔ ہر عہد میں ادیبوں اور شاعروں نے معاشرتی سطح پر ہونے والے ظلم و جبر کی مختلف صورتوں کے خلاف اپنے اپنے انداز میں مزاحمت کی ہے۔ اردو شاعری میں مزاحمتی ادب کی پہلی باقاعدہ مثال کے طور پر جعفر زٹلی کی شاعری کے نمونے نظر آتے ہیں۔ جنھوں نے مزاحیہ انداز میں اپنے عہد کے نامساعد اور ناپسندیدہ رویوں کے خلاف مزاحمت اختیار کی اور اس مزاحمت کی پاداش میں اس نے سزا بھی قبول کی۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30
ماخذ تحقیقی مجلہ

جدید اردو شعرا میں احمد ندیم قاسمی کا نام نمایاں شعرا میں شامل ہے۔ احمد ندیم قاسمی نے اپنی شاعری میں معاشرتی تناظر میں متعدد پہلوؤں کے عکاسی کی ہے۔ احمد ندیم قاسمی باقاعدہ طور پر ترقی پسند تحریک کے شعرا میں شامل ہیں۔ انھوں نے اپنے شاعری میں مزاحمتی حوالے سے بھی لکھا ہے۔ ان کی نظموں میں معاشرتی جبر اور معاشرتی سطح پر پائے جانے والے ناروارویوں کے خلاف مزاحمت کے مختلف صورتیں پائی جاتی ہیں۔ احمد ندیم قاسمی کی شاعری میں سیاسی جبر، معاشی مسائل اور مسائل پیدا کرنے والے کرداروں اور منفی اعمال و افعال کردار انجام دینے والوں کے خلاف مزاحمتی رویے ملتے ہیں۔

احمد ندیم قاسمی کے مجموعے میں پہلی نظم آئندہ صدی کا انسان کے عنوان سے ہے۔ یہ پہلی نظم میں مزاحمتی رویے کی حامل ہے۔ یہ نظم جوہری جنگ کے خوفناک انجام کے بارے میں ہے۔ جس میں شاعر نے اپنے اندیشہ اور خدشات کا اظہار کیا ہے۔ چوں کہ یہ نظم آئندہ صدی کے انسان کے نام ہے۔ اس لیے شاعر نے مزاحمتی رویے میں اندیشوں اور خدشات کے مطابق مزاحمتی رویہ اپنایا ہے۔ وہ اپنی کیفیت کا بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اب میری صدا پر گرفتِ شب ہے اور میں کوشش کرنے کے باوجود بھی مزاحمت کرنے سے قاصر ہوں۔ میں اگر مزاحمت کرتا ہوں تو میری آواز دب جاتی ہے جس کی وجہ سے میری صدا بلند نہیں ہو سکتی۔ مزاحمت میں صدا بلند کرنے کے حوالے سے نظم میں شاعر نے پوری شدت سے چیخنے پر الفاظ استعمال کیے ہیں۔ وہ وضاحت کرتے ہیں کہ میں پوری شدت سے چیخ کر بھی اپنی صدا اور سزا دوسرے لوگوں کو نہیں سنا سکتا:

مری بصارت کو تیرگی جذب کر رہی ہے
کہ ہر طرف دیکھنے کی خواہش میں (۲)

نظم کے مندرجہ بالا اقتباس میں احمد ندیم قاسمی نے اپنی صدا پر گرفتِ شب کے اثرات کی وضاحت کی ہے۔ گرفتِ شب سے مراد نامساعد حالات ہیں۔ جو عدل و انصاف کے اصول اور ضابطوں کے منافی ہیں۔ جس کی وجہ سے شاعر نے چیخ کر بھی صدا کے دب جانے کا اظہار کیا ہے۔

نظم میں احمد ندیم قاسمی نے بصارت کو تیرگی کے جذب کرنے کا حوالہ دیا ہے اور ہر طرف دیکھنے کی خواہش کے لیے آنکھوں کی پتلیوں کو توڑ دینے کی حالت کا بیان کیا ہے۔ لیکن ان تمام پہلوؤں میں شاعر اپنی سماعت میں خاموشی یا سکوت کی گونج محسوس کرتا ہے۔ نظم میں شاعر حقائق کو واضح کرتے ہوئے اکیسویں صدی کے انسان

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30

کی حالت کا بیان کرتا ہے۔اس میں وہ اپنے مشاہدے سے مدد لیتا ہے اور جب دیکھتا ہے اور محسوس کرتا ہے ویسا ہی بیان کرتا ہے:

میں پوری شدت سے چیخ کر بھی
سنائی دیتا نہیں کسی کو(۳)

نظم کے مندرجہ بالا اقتباس میں احمد ندیم قاسمی نے نئی صدی کے انسان کی حالت کا بیان کیا ہے۔اس بیان میں انھوں نے نئی صدی کے انسان کو نڈھال قرار دیا ہے۔اس کے لیے تیز جھونکوں کی زد میں آئے سبز پیڑ کی شاخ کی تشبیہ استعمال کی ہے جو جھونکے کے زیرِ اثر ٹوٹ کر گر پڑتی ہے۔

مزاحمتی ادب میں شاعر جہاں ظلم اور ناانصافی پر مبنی رویوں کے خلاف صدا بلند کرتا ہے۔وہیں حقائق کا بیان بھی کرتا ہے۔وہ آنے والے وقت کے بارے میں اپنے خدشات اور اندیشوں سے لوگوں کو روشناس کراتا ہے۔مزاحمت میں سچ کہنا بنیادی اصول قرار پاتا ہے۔احمد ندیم قاسمی کی نظموں میں مزاحمتی عتبار سے حقائق کا اظہار ملتا ہے:

جب کلہاڑے کی چوٹ تنے پر پڑتی ہے
تو سارا درخت
جڑوں سے لے کر دور فلک کو
چھوتی ہوئی پھننگوں تک
کانپ اٹھتا ہے
ایک اک ٹہنی
ایک اک پتا
ہر چوٹ کے ساتھ لرزتا ہے
اور کلہاڑے کی ضرب
بڑے سفاک تواتر سے
گونج اٹھتی ہے(۴)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30

نظم میں احمد ندیم قاسمی نے درخت پر کلہاڑے کے وار اور اس وار کی بدولت پیدا ہونے والی صورت کا بیان کرتے ہوئے وضاحت کی ہے کہ جس طرح کلہاڑے کی طرف درخت کو لگتی ہے۔ اسی طرح یہ ضرب اس زمین پر بسنے والوں کا مقدر بھی ہے۔ وہ اہلِ زمین کے بارے میں ضرب کا بیان کرتے ہوئے خود کو بھی ان لوگوں میں شمار کرتے ہیں۔ جن پر ایسی ضرب لگ سکتی ہے۔ نظم میں انھوں نے خود کو بھی شامل کر کے حقیقت کا بیان اجاگر کیا ہے:

یہ کافر ضرب
زمین کا اور زمین پر بسنے والوں کا
دلدوز مقدر ہے
اور میں بھی
سب درختوں اور حسین انسانوں سے آباد زمین کے
ایک ادنیٰ باشندہ ہوں (۴)

نظم میں شاعر نے اپنے حالت کا بیان کرتے وضاحت کی ہے کہ میرے کرب کا اصل سبب میرا علم ہے۔ کیوں کہ میں چیزوں کی اصلیت اور حقیقت سے واقف ہوں۔ حقیقت تک رسائی علم کی بدولت حاصل ہوتی ہے۔ اگر علم سے دوری اختیار کی جائے تو حقائق نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ احمد ندیم قاسمی کہتے ہیں کہ میری کوشش ہے کہ میں ان حقائق سے دوسرے لوگوں کو بھی روشناس کراؤں جو ان حقائق کے بارے میں نہیں جانتے۔ نظم میں انھوں نے وضاحت کی ہے کہ صداقت تیر کی مثل ہے۔ اگر صداقت کا تیر اپنے ہدف پر لگے تو کچھ بھی باقی نہ رہے۔ کیوں کہ ہمارا وطیرہ صداقتوں کی نفی ہے اور مزاحمت صداقت کا علم بلند کرنے کا دوسرا نام ہے:

میں جانتا ہوں کہ دل میں جتنے صداقتیں ہیں
وہ تیر ہیں
جو چلیں تو نغمہ سنائی دے
جو ہدف پہ جا کے لگیں تو کچھ بھی نہ بچ سکے
کہ صداقتوں کی نفی ہماری حیات ہے
مرے دل میں ایسی حقیقتوں نے پناہ لی ہے
کہ جن پہ اک نگاہ ڈالنا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30
ماخذ تحقیقی مجلہ

سورجوں کو بطونِ جاں میں اتارنا ہے(۵)

احمد ندیم قاسمی نے عام معاشرے رویے کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عام وطیرہ یہی ہے کہ صداقتوں کی نفی کی جائے اور ان کے مطابق ہماری زندگی کا یہی انداز ہے وہ اپنے دل کا احوال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرے دل میں ایسی طاقتوں نے پناہ لی ہے کہ ان پر نگاہ ڈالنا سورج کو اپنے بطن میں اتارنے کے مترادف ہے۔

احمد ندیم قاسمی نے نظم کے دوسرے حصوں میں حاکموں کے رویے کے بارے میں وضاحت کی ہے۔ وہ ان کے وطیرے کا بیان کرتے ہوئے ان کی طرف سے صادر کیے جانے والے ان معاملات کا تذکرہ کرتے ہیں جو عوام کے لیے حکم کا درجہ رکھتے ہیں۔ احمد ندیم قاسمی لکھتے ہیں کہ ان کے ایسے رویوں کی پاسداری کے پس منظر میں دراصل خوف کا عنصر پنہاں ہوتا ہے۔ خوف اور ڈر کی بدولت لوگ ان کے ہر فیصلے کو قبول کرتے ہیں۔ انھوں نے حاکموں کی طرف سے دی جانے والی سزاؤں کو ستم گری کی ردائیں قرار دیا ہے۔ نظم میں حاکموں کا لفظ وسیع معانوں میں استعمال ہوا ہے۔ حاکموں سے مراد ماضی کے سفاک حاکم بھی ہو سکتے ہیں اور حال کے بیچ سے مراد ہر وہ جابر ظالم حکمران ہے جو عدل و انصاف کی پامالی کرتا ہے اور دوسروں کا استحصال کرتا ہے۔ نظم میں حق گوئی کا علم بلند کرنے والوں کے احوال بھی بیان کیا ہے کہ انھیں بھی ہر عہد میں ظلم و ستم کا سامنا رہا ہے:

میں جانتا ہوں
کہ حاکموں کا جو حکم ہے
وہ دراصل عدل کا خوف ہے
وہ سزائیں دیتے ہیں
اور نہیں جانتے
کہ جتنی سزائیں ہیں
وہ ستم گری کی ردائیں ہیں(۶)

اردو شعری روایت میں سقراط کا نام حق گوئی کی علامت کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ جس نے حق کے لیے مزاحمت کرتے ہوئے زہر کا پیالہ نوش کیا۔ متعدد شعرا نے اپنے اشعار میں اس مناسبت سے سقراط اور زہر کا ذکر شامل کیا ہے۔ انور خلیل کا شعر ہے:

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30

ہم قبیلہ ہمارا تھا سقراط
زہر اس نے بھی نوش جان کیا(۷)

حق کی پاداش میں قربانی دینا سعادت ہے۔ احمد ندیم قاسمی مزاحمت اور مزاحمت کے لیے ملنے والی پاداش کو لازم وملزوم قرار دیتے ہیں۔ وہ اپنی شاعری میں جہاں اپنی مزاحمت کا تذکرہ کرتے ہیں وہاں مزاحمت کی پاداش میں قربانی دینے والوں کا حوالہ بھی پیش کرتے ہیں کہ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ زہر بھی اس نشے کا دوسرا نام ہے۔ وہ اپنی کیفیت کا بیان کرتے ہوئے خود کو عجیب لذت آگاہی سے دوچار محسوس کرتے ہیں:

مجھے علم ہے
یہی علم میرا سرور ہے
یہی علم میرا عذاب ہے
یہی علم میرا نشہ ہے
اور مجھے علم ہے
کہ جو زہر ہے
وہ نشے کا دوسرا نام ہے
میں عجیب لذتِ آگاہی سے دوچار ہوں (۸)

حق پرست حق کی پاداش میں تمام مظالم برداشت کر جاتے ہیں۔ وہ ہر صورت میں حق کی سربلندی چاہتے ہیں۔ اس کے لیے جہاں وہ خود مزاحمت کرتے ہیں۔ وہاں دوسروں کو بھی مزاحمت کے لیے آمادہ کرتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اب معاشرے میں جابجا ایسے معاملات نظر آتے ہیں جو عدل وانصاف کے منافی ہیں:

بس اب تو یہ روز و شب ہے میرے
کہ صبح سے شام تک خود اپنا لہو جلاتا ہوں
اس بہانے
خود اپنے ہی آگ تاپتا ہوں
اگر کبھی عدل کے کلیجے میں خنجر اترے
اگر کبھی عدل کے کلیجے میں خنجر اترے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30
ماخذ تحقیقی مجلہ

اگر کبھی بولتے ہوئے ہونٹوں مسل کے رہ جائیں
اور آنکھوں کی سیپیوں سے
جھٹک لے جائیں
ان گنت پتلیوں کے موتی (۹)

نظم کے مندرجہ بالا اقتباس میں شاعر نے عدل کے نتیجے میں خنجر اترنے کا حوالا دیا ہے۔اس سے مراد حق کے منافی سر انجام پانے والے اعمال ہیں۔جن کے بارے میں شاعر نے اظہار خیال کیا ہے کہ ایسے اعمال کے انجام دہی پر میرا دل افسردہ ہوتا ہے اور میں اپنے لہو میں جلنے لگتا ہوں۔شاعر کی مزاحمت پسند طبیعت اس کو ایسے اعمال و فعال کے خلاف نبرد آزما ہونے کے لیے آمادہ کرتی ہے اور اس سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ صدا کی حق بلند کرے۔اس تناظر میں شاعر نے بولتے ہوئے ہونٹوں کے مسل جانے کا تذکرہ کیا ہے۔یہ بھی عدل وانصاف کے منافی عمل جب کوئی مزاحمت پسند ہو جن کے لیے اپنے لب کھولتا ہے اور حق کا کلمہ بلند کرتا ہے تو ظالم قوت اس کے ہونٹ بند کرنے کے لیے سامنے آتی ہیں۔احمد ندیم قاسمی ان رویوں پر افسردگی کا اظہار کرتے ہیں۔جس کی وجہ سے شاعر شب و روز اپنی آگ میں تپ رہا ہے۔

احمد ندیم قاسمی ان شعرا میں شامل ہیں۔جنھوں نے ترقی پسند تحریک کے نظریات کا شعوری سطح پر پرچار کیا۔کیوں کہ ان کے مطابق معاشرے میں عدل وانصاف اور مظلوموں کی حمایت کا ہی ایک راستہ تھا کہ جابر و غاصب قوتوں کے خلاف مزاحمت اختیار کی جائے اور مظلوموں کے ساتھ معاونت کرتے ہوئے ان کے حقوق کی پاسداری کی جائے۔احمد ندیم قاسمی کی نظموں میں جہاں جاگیر داروں اور سرمایہ دار طبقے کے خلاف مزاحمتی رویے ملتے ہیں۔جس کے چہرے پر سخت محنت اور فاقوں نے آڑھے ترچھے خاکوں گاڑھ دیے ہیں:

جس طرح کسی مزدور کا چہرہ
جس پہ مسلسل محنت اور مسلسل فاقوں نے
حالات کے آڑھے سیدھے خاکے گاڑھ دیے ہوں (۱۰)

احمد ندیم قاسمی نے اپنی نظموں میں جہاں اپنی مزاحمت پسند طبیعت کا احوال بیان کیا ہے۔جنھوں نے مزاحمت پسندی سے کام لیتے ہوئے نمایاں کردار انجام دیا ہے۔ان کی نظموں میں تاریخی تناظر میں بھی ایسی شخصیات کا تذکرہ ملتا ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30

احمد ندیم قاسمی نے معاصر ادبی منظر نامے میں خصوصیت کے ساتھ ان شعراء کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ جن کی شاعری کا نمایاں رجحان مزاحمت پسندی تھا۔ ان کے معاصر شعرا میں ایک اہم نام جوش ملیح آبادی کا ہے۔ جوش کو اردو شاعری میں کئی حوالوں سے نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ ان کے مطابق جوش کو ہمیشہ سچ اور حق کی تلاش رہی اور ان کا دل مرگِ عدل سے ششش تھا۔ احمد ندیم قاسمی نے جوش کے بارے میں لکھا کہ وہ تمام عمر ظلمات سے نبرد آزما رہے:

سورج، جو صدیوں پیچھے معبود بھی تھا
اب اتنالاغر لگتا ہے (۱۱)

احمد ندیم قاسمی نے نظم میں جوش کے ظاہری اور باطنی دونوں پہلوؤں کا بیان شامل کیا ہے۔ انھوں نے وضاحت کی ہے کہ جوش کا دل نرم تھا لیکن ان کا ظاہری حلیہ ایسا تھا کہ ان کے سامنے غرور اور جبر کا چہرہ فق ہو جاتا تھا اور باطل ان کا سامنے سامنا کرنے سے گھبراتا تھا۔ انھوں نے معاصر منظر نامے میں بھی جوش کے کردار کی وضاحت کی ہے کہ جوش محض شاعرانہ تھا اور ان کی شعری محض وقت گزاری کا ذریعہ نہ تھی بلکہ وہ شاعری سے عظیم مقصد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ یہی سبب ہے کہ ان کے لبوں پر نعرہ حق تھا:

باطن میں نرم دل تھا، مگر جس کے سامنے
پھر رواں ہیں سطوتِ باطل کے روبرو
جس کے لبوں پہ نعرہ حق تھا وہ جوش تھا(۱۲)

ڈاکٹر محمد حسن نے اس پہلو کی وضاحت کرتے ہوئے روسو کی رائے کو بطور حوالہ درج کیا ہے۔ وہ وضاحت کرتے ہیں کہ روسو کی رائے انسان کی فطری آزادی کی عکاس ہے۔ وہ اس رائے پر مزاحمت پسندی کی بنیاد کو استوار قرار دیتے ہیں۔ ان کے مطابق روسو کی رائے مزاحمت کی شاید پہلی آواز شمار ہوتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"مزاحمت پسند شعرا انسان کی فطری آزادی کے قائل ہیں۔ ان کے مطابق انسان آزاد ہے۔ وہ اس کے ذات میں حائل معاشرتی رکاوٹوں کو جبر کی ذیل میں شمار کرتے ہیں۔"(۱۳)

احمد ندیم قاسمی کی شاعری میں مزاحمتی حوالے سے آفاقی رویے پائے جاتے ہیں۔ ان کی مزاحمت کسی خاص خطے کے لوگوں کے لیے محدود نہیں ہے بلکہ وہ انسانیت کی آفاقی اقدار کی بات کرتے ہیں۔ ان کے مجموعے میں اس حوالے سے بیشتر نظمیں موجود ہیں۔ انھوں نے مختلف ممالک میں ہونے والے مظالم کے خلاف بھی صدا بلند کی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30

۔وہ ان حملوں کو انسانیت کے منافی عمل قرار دیتے ہیں۔اس تناظر میں انھوں نے چاند کی علامت استعمال کی ہے۔وہ چاند کے ابر سے جھانک کر دیکھنے کے احوال بیان کرتے ہوئے فلسطین کے پناہ گزینوں پر ہونے والے مظالم کو درج ذیل صورت میں بیان کرتے ہیں:

چاند نے
ابر کی اک کھڑکی سے جھانکا
تو گھبرا گیا
اور کھڑکی کے پٹ بند کر کے
گھنے بادلوں کو
عبا کی طرح اوڑھ کر
چھپ گیا
بادلوں میں مگر
اس کے چہرے کے سونا پگھلتا رہا
اس کے اشکوں کی چاندی چمکتی رہی
اور فلسطین کی خیمہ گاہوں میں
تہذیب کے پاسبانوں کے دلدل
منظر کے دھبے مٹانے میں
انسانیت کو ٹھکانے لگانے میں
مصروف تھے(۱۴)

مندرجہ بالا نظم میں احمد ندیم قاسمی نے انسانیت سوز مظالم ڈھانے والوں کو تہذیب کے دلدل قرار دیا ہے۔وہ ان کو ان کے مظالم کی بنیاد پر انسانیت کا دشمن قرار دیتے ہیں اور ان کے خلاف مزاحمتی رویہ اپناتے ہیں۔

احمد ندیم قاسمی نے تاریخی تناظر میں ظلم کے رویوں کے خلاف مزاحمت اختیار کرنے کی تلقین کی ہے۔ ان کے مطابق جہاں ظلم کرنے والوں کے لیے مزاحمت ضروری ہے۔وہ کہتے ہیں کہ اگرچہ زمانہ تمہارے علم و فضل اور کمال و سربلندی کا متعرف ہے لیکن مجھے تم سے گلہ ہے کہ جب تم تاریخ کا تذکرہ کرتے ہوئے ہو تو جہاں

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30

مظلوموں کے سپنوں میں اترنے والی برچھیوں کو عجائب گھروں میں سجاتے ہو۔ مظلوموں کے ان سے کلیجوں کو بھول جاتے ہو جن پر برچھیاں اتاری گئی اور جو ظلم کا شکار ہوئے انھوں نے نظم میں مظلوم کو نظر انداز کرنے کے رویے کے حوالے سے وضاحت کی ہے کہ یہ رویہ قابل افسوس ہے۔ وہ سمجھتے ہیں جہاں ظالم پر گرفت کرنا لازم ہے۔ وہیں مظلوم کو یاد رکھنا بھی ضروری ہے۔

احمد ندیم قاسمی نے جہاں ظلم کا ذکر کرتے ہوئے مزاحمتی رویہ اختیار کیا ہے وہیں ظلم کرنے والوں کو خبر دار بھی کیا ہے اور انھیں قانونِ فطرت سے روشناس کرایا ہے۔ وہ اس تناظر میں تاریخ کو پیشِ نظر رکھتے ہیں اور تاریخ سے سبق سیکھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ان کی ایک نظم "تیر انداز" کے عنوان سے ہے۔ انھوں نے تیر انداز کا لفظ علامت کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اس سے مراد وہ ظلم کرنے والے کردار ہیں جو انسانیت کے لیے تیر کی مثل ہیں۔ نظم میں احمد ندیم قاسمی نے ایسے کرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے ان کے سامنے تاریخ سے مثال پیش کی ہے اور انھیں باور کرایا ہے کہ ہر ظالم کا ایک خاص وقت ہوتا ہے اور وہ وقت گزرنے پر اس کا ظلم ہمیشہ کے لیے مٹ جاتا ہے اور وہ خود ہی اپنی زد میں آجاتا ہے:

وہ بھی آتا ہے سمجھتا ہے کہ وہ قہر ہے
چٹکی سے جو نکلے تو چٹانوں کے جگر شق کر دے
وہ نہیں جانتا
تاریخ بڑی ظالم ہے
وہ تو ہر قہر کو اس طرح سے کج کرتی ہے
کہ اگر وقت پڑے قہر چلے
تو وہ قوسین سی بناتا ہوا بڑھتا ہے
مگر بڑھ کے کچھ اس طرح پلٹتا ہے
کہ خود قہر چلانے والا
آخر کار ہدف بنتا ہے(۱۵)

مزاحمت پسندی کے لیے حق کا مشاہدہ کرنا لازم ہے۔ حقائق کا مشاہدہ کرتے ہوئے سچائی کے ساتھ اس کا بیان کیا جانا مزاحمت کے لیے لازم قرار پاتا ہے۔ احمد ندیم قاسمی مزاحمت پسندی کے حوالے سے خود کو بطور کردار

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30

پیش کرتے ہیں اور اپنی کیفیات کا بیان کرتے ہوئے اپنی صورتحال کی وضاحت کرتے ہیں کہ معالج کی ہدایت ہے کہ سورج کو دیکھنے سے تمہاری بینائی خطرے میں پڑ جائے گی۔ احمد ندیم قاسمی وضاحت کرتے ہیں کہ دراصل میں حقیقت کا نظارہ کر رہا ہوں لیکن میرے معالج کو گلہ ہے کہ میں سورج کو مسلسل دیکھتا ہوں جس کی وجہ سے میری بینائی خطرے میں ہے:

اگر کچھ ڈر ہے تجھ کو اندھے پن سے
تو سورج کو نہ دیکھا کر وورنہ
چٹخ جائیں گی یہ آئینے چھن سے!
حقیقت کا نظارہ کر رہا ہوں
مگر میرے معالج کو گلہ ہے
میں سورج کو مسلسل دیکھتا ہوں(۱۶)

ہر معاشرے میں ظالم اور مظلوم یہ دونوں کردار پاتے جاتے ہیں۔ البتہ مختلف معاشروں میں ان کی صورتیں اور نوعیتیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ اس لیے ہر معاشرے میں مزاحمت کی ضرورت لازم قرار پاتی ہے۔ ڈاکٹر سبینہ اویس اعوان اس تناظر میں معاشرہ اور مزاحمت کے پس منظر میں سماج میں پائے جانے والی ظالم اور مظلوم بارے میں لکھتی ہیں:

"مزاحمت یا مزاحمتی ادب کے لیے معاشرے میں دو طبقات کا ہونا لازم ہے۔ اس میں ظالم اور مظلوم طبقات شامل ہیں۔ جب ظالم معاشرے میں ظلم کا رویہ اختیار کرتے ہوئے مظلوم کی حق تلفی کرتا ہے تو اس صورت میں حق پرست اور حق کے لیے آواز بلند کرنے والے آواز بلند کرتے ہیں۔"(۱۷)

مندرجہ بالا اقتباس میں ڈاکٹر سبینہ اویس نے وضاحت کی ہے کہ شاعر یا ادیب معاشرے میں ہونے والے مظالم اور استحصالی رویوں کو نہ صرف محسوس کرتا ہے بلکہ ان کا بیان بھی کرتا ہے۔ اس کا سبب اس کی فطرت میں پوشیدہ ہوتا ہے کیوں کہ وہ فطری طور پر حق پرست ہوتا ہے اور اس کا ضمیر اسے مزاحمت پر آمادہ کرتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ میرا زندہ ہے اور ضمیر کی قیمت بیش بہا ہے۔ میرے ضمیر اور میری غیرت اور اہمیت کے سبب جو تجھے خریدنا چاہے گا وہ خود بک جائے یا ان کے مطابق غیرت اہمیت وہ خوبیاں ہیں جن کی پوری دنیا میں کوئی قیمت نہیں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30

بلکہ یہ قیمتوں سے ماورا ہیں اور یہ خصوصیت جس انسان میں پائی جاتی ہیں۔وہ بھی انمول ہو جاتا ہے۔انھیں خوبیوں کے سبب احمد ندیم قاسمی اپنی مزاحمت پسندی ممکن قرار دیتے ہیں:

وہ مجھے بیچنے نکلا ہے
مگر کون خریدے گا مجھے
وہ مری غیرت ومعیار اہمیت کو پہچانے گا (۱۸)

باضمیر انسان ہمیشہ مزاحمت پسند ہوتا ہے۔وہ ہمیشہ حق کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے اور باطل کے خلاف نبرد آزما ہوتا ہے۔احمد ندیم قاسمی کی نظم خرید و فروخت میں اسی پہلو کو بیان کرتے ہیں۔وہ اپنی غیرت مندی اور حمیت کا ذکر اور کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کے سبب میری صورت اس آگ کی ہے جو اپنے سمت بڑھتا ہوا ہر ہاتھ بھسم کر دیتی ہے:

ڈوبتے سورج نے اگر لب نہ ہلائے ہوتے
لبِ خاموش ہیں یہ گونج کہاں سے آتی
میں نے پتھر کو جو پتھر سے بجایا ہے
تو کہسار میں اک قہقہہ گونجا ہے جیسے
جوشِ اظہار میں لفظوں کا دھماکہ کہیے
کچھ تو کل نہیں کیا ہے
کہ وہ کوئی ہے
تو دل میں کوئی شے ٹوٹی ہے
کچھ تو کہتی ہے سرِ شاخ تڑپتی چڑیا
کہ وہ جب بولتی ہے
کائنات اپنے سمٹے ہوئے پر تولتی ہے (۱۹)

احمد ندیم قاسمی نے وضاحت کی ہے کہ یہ آوازیں موجود تو ہوتی ہیں لیکن ان کو سننے کے لیے بھی ذوقِ سماعت کی ضرورت ہے۔وہ اپنے عہد کے انسان سے شکوہ کرتے ہیں کہ وہ ان آوازوں پر توجہ نہیں دیتا اس کا سبب یہی ہے کہ وہ اس سے رنگ و نکہت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30

جو مسافت ہے
مفاہیم کے پھولوں سے اٹی رہتی ہے
اور لوگوں کو یہاں
رنگ سے رغبت سے نہ پھولوں سے لگاؤ کوئی
وہ فقط بولتے ہیں
اور فقط سنتے ہیں[۲۰]

احمد ندیم قاسمی کہتے ہیں کہ مزاحمت آواز کی بدولت تھی ممکن ہے۔ اگر کسی معاشرے سے آوازوں کو خاموش کرا دیا جائے تو سکوت چھا جاتا ہے اور سکوت موت کی علامت ہے۔ نظم کے آخری بند میں انھوں نے مزاحمت پسندی سے کام لیتے ہوئے آواز بلند کی ہے۔ وہ اس تذکرے میں خود کو بھی شامل کرتے ہیں اور اپنا احوال بھی بیان کرتے ہیں۔

احمد ندیم قاسمی کی مزاحمت پسندی ترقی پسندی سے پھوٹتی ہے۔انھوں نے ابتدائی طور پر ترقی پسند تحریک کے منشور کے مطابق نظم تخلیق کی ہیں۔ ترقی پسند تحریک کے نمایاں رجحانات میں معاشرتی فسادات کا پہلو نمایاں ہے۔ وہ مشرقی سطح پر طبقاتی تفریق پیدا کرنے کا بنتے ہیں۔ ان کرداروں میں سرمایہ دار اور جاگیر دار بھی شامل ہیں۔ علی سردار جعفری ترقی پسندی کے منشور کا تذکرہ کرتے ہوئے اس تاریخ کو بین الاقوامی رشتے کا موجب قرار دیا ہے۔ ان کے مطابق یہ ایک ایسا رشتہ ہے جو کہ جغرافیائی سرحدوں کو توڑ کر آفاقیت پیدا کرتا ہے اور اس کی بنیاد انسانیت کے جذبات پر استوار ہوتی ہے۔ وہ اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

"ترقی پسند تحریک کا ایک بین الاقوامی رشتہ بھی ہے۔ جو قومی حدود اور جغرافیائی سرحدوں کو توڑتا ہے اور انسانیت کا ایک ایسا تصور پیش کرتا ہے جو انصاف محبت اور آزادی کے جذبے سے سرشار ہے"[۲۱]

احمد ندیم قاسمی کی نظموں کے متعلق سے واضح ہوتا ہے کہ وہ آفاقی اقدار کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ان کے ہاں مزاحمت کا دائرہ کسی ایک ملک یا خطے کے منافی رویوں پر مشتمل نہیں ہے۔ بلکہ وہ دنیا کے تمام خطوں اور ممالک میں ہونے والے عدل کے منافی اعمال و افعال کے خلاف مزاحمت اختیار کرتے ہیں۔ ان کے ہاں مزاحمت کے پس منظر میں سب سے توانا محرک انسانیت کے جذبات کی صورت میں کار فرمائی کرتا ہے۔ وہ انسانیت کے جذبات سے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30
ماخذ تحقیقی مجلہ

سرشار نظر آتے ہیں۔انھوں نے اپنے اشعار میں انسانیت کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے انسانیت کے خلاف ہونے والے تمام منفی طرز کے اعمال و افعال اور یہ افعال سرانجام دینے والے کرداروں کی نفی کی ہے اور ان کے خلاف مزاحمتی رویہ اختیار کیا ہے۔

مزاحمت پسندی کے حوالے سے آفاقی اقدار کے پس منظر میں احمد ندیم قاسمی کی بیشتر غزلوں کے حوالے پیش کیے جاسکتے ہیں۔وہ حق کی خاطر لڑنے والے کرداروں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی جرات مندی کو بطور مثال پیش کرتے ہیں۔اس سلسلے میں انھوں نے صرف مردانہ کرداروں کی پیش کش ہی نہیں۔خدیجہ زہرہ ایک بہادر لڑکی کا کردار ہے۔جو الجزائر کے شہر "عرفہ" میں گولیوں سے چھلنی کر دی گئی۔اس کو اس وقت گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔جب وہ ایک مزاحمتی مظاہرے میں شریک تھی۔احمد ندیم قاسمی نے اس نسوانی کردار کو مزاحمت کے انسان کے لیے بطور مثال پیش کرتے ہیں۔اس نظم میں انھوں نے دیگر بہادر خواتین کی مثالیں بھی پیش کی ہیں:

جون ڈی آرک کے پیکر سے نکلتی لو نے
کتنے خاک رسن و دار کے دکھلائے ہیں
کتنی پوشیدہ صلیبوں کے لگائے ہیں سراغ
جب کہیں قافلہ عشق رواں ہوتا ہے [۲۲]

نظم "خدیجہ زہرہ" کے مندرجہ بالا اقتباس میں احمد ندیم قاسمی نے جون ڈی آرک کا تذکرہ کیا ہے۔جان ڈی آرک کا تعلق فرانس سے تھا۔یہ فرانس پر غیر ملکی تسلط کے خلاف لڑی۔جب یہ میدان عمل میں نکلی تو اس کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔لیکن اس نے راہ میں حائل تمام رکاوٹوں کو کرتے مزاحمت کا سلسلہ جاری رکھا۔احمد ندیم قاسمی نے خدیجہ زہرہ کے کردار کے پس منظر میں جون ڈی آرک کے کردار کی مثال پیش کی ہے۔ان کے ہاں اس اعتبار سے وسعت پائی جاتی ہے۔وہ کسی خاص خطے یا ملک کے کرداروں کی مزاحمت پسندی کے متعارف نہیں ہے۔بلکہ وہ ہر اس کردار کی تحسین کرتے ہیں جو مزاحمت کے لیے بر سرِپیکار ہوتا ہے اور صدائے حق بلند کرتا ہے۔احمد ندیم قاسمی نے حق کی خاطر جان قربان کرنے والے کرداروں کو عظیم تر قرار دیا ہے۔نظم خدیجہ زہرہ میں وہ جون ڈی آرک کا تذکرہ کرتے ہوئے اس مقام کا ذکر بھی کرتے ہیں۔جس مقام پر اس کی لاش کو نذرآتش کر اس مقام کا نام رو آن تھا۔اس مقام کو مزاحمت پسند خاتون جون ڈی آرک کی قتل گاہ کے حوالے سے نمایاں حیثیت حاصل ہے۔کیوں کہ یہاں اس کی لاش کو نظر آتش کر دیا گیا تھا:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30
ماخذ تحقیقی مجلہ

خون کی قہر گی درد چمک اٹھتی ہے
جواں کا شعلہ بے باک جمع ہوتا ہے
بھڑک اٹھتے ہیں سلگتی ہوئی انکھوں کے چراغ (۲۳)

نظم کے منتخب بالا اشعار میں جون ڈی آرک اور خدیجہ کے علاوہ جمیلہ کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ جمیلہ بھی مزاحمت پسندی مزاحمت پسند کردار کی عکاسی کرتی ہے۔ اس کا تعلق الجزائر سے تھا۔ یہ الجزائر کی مشہور مجاہد خاتون تھیں جو مزاحمتی کاروائیوں میں نمایاں حیثیت میں شریک رہیں اور احتجاج کرتی رہیں۔ اس کو مزاحمت پسندانہ سرگرمیوں میں حصہ لینے کی پاداش میں پہلے سزائے موت سنائی گئی۔ بعد ازاں کی قید میں ہی موت واقع ہوئی۔ احمد ندیم قاسمی الجزائر کی تینوں مزاحمت پسند خواتین جن میں ڈی آرک، جمیلہ، خدیجہ شامل ہیں۔ حریت پسندی اور مزاحمت پسندی کی وجہ سے خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ انھوں نے نظم میں ان تینوں مزاحمت پسند خواتین کا تذکرہ ایک ساتھ کیا ہے اور ان کی مزاحمت پسندی کی بنیاد پر ان کی عظمت کی طرف کرتے ہوئے انھیں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

جنھوں نے سچ کی خاطر اپنے عہد کے مروجہ اصولوں سے انحراف کرتے ہوئے موت قبول کر لی ۔ مزاحمت کی پاداش میں سقراط کو زہر کا پیالہ پی لیا۔ سقراط کی سچائی کو بطور مثال پیش کرتے ہیں۔ ان کی مزاحمت کا تذکرہ کیا ہے:

سقراط سے گلیلیو تک سچ کے زہر سے
کتنی عقیدتوں کے جگر چاک ہو گئے
کتنے عظیم قوت و چشمت کے دیوتا
سہل شعور کے خش و خاک ہو گئے (۲۴)

نظم کے مندرجہ بالا اشعار میں احمد ندیم قاسمی نے سقراط کے ساتھ صلیبیوں کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ وہ علم و سائنس کی روشنی کے معجزات کا ذکر کرتے ہوئے کئی عقیدتوں کے جگر چاک ہونے کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کے مطابق ان کرداروں نے حق اور سچ کے لیے مزاحمتی رویہ اختیار کیا۔ ان کے مزاحمت کو خاموشی میں بدلنے کے لیے ان کے عہد کی جابر قوتوں نے انھیں خاموش کرانے کی کوشش کی لیکن انھوں نے حق اور سچ کی پاسداری کرتے ہوئے حق کا

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30

عالم بلند رکھا۔ اس تناظر میں وہ وضاحت کرتے ہیں کہ ان سقراط جیسے کرداروں کو خاموشی کرانے والی قوتیں شعورِ ذات کا سہل ہی خس و خاشاک کی طرح بہہ گئیں۔

احمد ندیم قاسمی نے اپنی نظم سچ میں اپنے عہد کی صورتحال کی عکاسی بھی کی ہے۔ وہ وضاحت کرتے ہیں کہ یہی سچ کو دل میں بسا کر نکلا تھا لیکن میں نے اس سفر میں اپنے ساتھ کوئی دوسرا ہمسفر نہ پایا اور میں اکیلا ہی سفر میں آگے بڑھتا گیا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگرچہ مجھے شعورِ ذات پر بھروسہ تھا اور مجھے یقین تھا کہ اس سفر میں اور لوگ بھی میرے شریک ہوں گے لیکن یہ سب میرا اہم وہم ثابت ہوا:

سچ کو بسا کے دل میں سفر پہ چلا تھا میں
ایک شانِ بے رخی سے بساطِ جہات پر
کوسوں تک ایک بھی مجھے انسان نہ مل سکا
کتنا غرور تھا مجھے عرفانِ ذات پر (۲۵)

نظم سچ میں احمد ندیم قاسم نے وضاحت کی ہے کہ سچ بولنا دشوار عمل ہے۔ اس کے لیے سچ بولنے والے کو طرح طرح کی صعوبتیں اور مشکلات برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ انھوں نے اپنی نظم میں اس اعتبار سے تاریخی پس منظر سے مثالیں پیش کرتے ہوئے سوال اٹھایا ہے کہ جب سچ پر قائم رہنا اور سچ بولنے اتنا دشوار عمل ہے تو پھر دنیا میں بہت سارے لوگ کس انداز میں سچ کا دم بھرتے ہیں اور سچ کے لیے قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ اس اعتبار سے وہ خود وہ بھی بطورِ مثال پیش کرتے ہیں اور وضاحت کرتے ہیں کہ سچ بولنا اس لیے بھی لازم ہے کہ سچ میں قوت ہے۔ اگرچہ اہلِ دنیا کے لیے سچ کی مثال زہر کی سی ہے، لیکن پھر بھی سچ بولنے والے سچ بولتے ہیں اور اس کی پاداش میں آنے والی تمام مصیبتیں برداشت کرتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے مطابق اس کا سبب یہی ہے کہ سچ بولنے میں بھی ایک طرح سے نشہ اور سرشاری کی کیفیت پائی جاتی ہیں:

سچ کے کھنڈر پر چڑھ کے صدا دے رہا ہوں میں
دنیا میں کیا مجھے کوئی پہچانتا بھی ہے (۲۶)

احمد ندیم قاسمی ہر لکھنے والے پر مزاحمت اختیار کرنا لازمی تصور کرتے ہیں۔ ان کے مطابق اگر اہلِ قلم طبقہ قلم کی اہمیت سے واقف ہو جائے تو وہ اپنے قلم کے زور پر معاشرے میں ہر ظلم اور ناانصافی کا خاتمہ کر سکتا ہے۔ انھوں نے لکھنے والوں کو استحصال کرنے والوں کی نفسیات سے بھی روشناس کرایا ہے۔ وہ وضاحت کرتے ہیں کہ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30

ماخذ تحقیقی مجلہ

وہ کس انداز میں قلم کی طاقت سے خوفزدہ نظر آتے ہیں۔احمد ندیم قاسمی کی مزاحمت حق کی پاسداری کی عکاس ہے۔ وہ معاشرے میں ہر رنگ اور ہر صورت میں حق کا علم بلند کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور ظلم کی تمام صورتوں کا رد کرتے ہیں۔ آمریت جمہوریت کی ضد قرار پاتی ہے۔ آمرت غلامی کی ایک صورت ہے۔ نظم "صحافیوں کے نام" میں احمد قاسمی نے آمریت کے بارے میں بھی اظہار خیال کیا ہے۔وہ صحافیوں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اگرچہ آمریت کا نظام، نظامِ ظلم کی عکاسی کرتا ہے اور آمر حکمران تمام مزاحمت کرنے والے کرداروں سے آئینی ہاتھوں سے نپٹتا ہے، لیکن اس کا سر تمہارے قلم کے سامنے نگوں ہو جاتا ہے اور وہ خاموش ہو کر تمہارے سامنے خود کو مجبور محسوس کرتا ہے کہ تمہارے قلم میں کس قدر طاقت ہے اور تم معاشرے میں کیا کچھ تبدیلیاں لا سکتے ہو۔وہ انھیں مزاحمت کی طرف مائل کرتے ہوئے حق کا ساتھ دینے اور باطل سے ٹکرانے کی تلقین کرتے ہیں ان کے مطابق ایک ازاد خیال صافی مزاحمت کی عملی صورت پیش کرتا ہے۔وہ تمام منفی طرز کی حامل طاقتوں سے ٹکرانے کا عزم رکھتا ہے اور ان کی اصلیت کو آشکار کر کے زمانے کو ان کی حقیقت سے آشنا کرتا ہے۔ نظم صحافیوں کے نام میں وہ احمد ندیم قاسمی صحافیوں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں:

ہم ضمیرو میری نظر میں بھی ہیں وہ گھروندے جو اجڑے تو اجڑے رہے
ہم جیسو، ہمارے بھی دل خون ہیں ہم نصیبو، ہمارے بھی آنکھیں ہیں نم
ہم نے فصلِ گل میں سرِشاخ کتنے گلوں کے جنازوں کا ماتم کیا
ہم نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ گلشن میں مال بہت اور پانی ہے کم (۲۷)

احمد ندیم قاسمی تمام اہلِ قلم کو ایک زمرے میں شامل کرتے ہیں اور وضاحت کرتے ہیں کہ معاشرے میں ہر لکھنے والا پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ حق کے لیے قلم اٹھائے اور حق کے منافی سرانجام پانے والے اعمال افعال کے خلاف مزاحمتی رویہ اختیار کرے۔ اس رویے میں دلیری اور بہادری کا ہونا لازم ہے۔اگر وہ جرات کے ساتھ مزاحمتی رویے کی پاسداری کرے گا تو معاشرہ مثبت بنیادوں پر استوار ہو گا۔احمد ندیم قاسمی اپنی نظم صحافیوں کے نام میں عہد کا اقرار کیا ہے وہ اپنے عہد کا بیان کرتے کہتے ہیں کہ ہم ہر صورت میں حق کے پاسداری کریں گے۔ خواہ اس مقصد کے لیے ہمیں جس قدر بھی لالچ دیا جائے۔ہم ایمان کی سوداگری نہیں کریں گے۔وہ صحافیوں کو بھی اس عہد میں اپنے ساتھ شامل کرتے ہیں۔وہ صحافیوں کے فرضِ منصبی کے ساتھ اپنی قلمی خدمات کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔وہ اپنے اور صحافیوں کے مقاصد کے سفر کی منزل مشترک قرار دیتے ہیں۔وہ سمجھتے ہیں کہ دراصل ہم ایک

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30

ماخذ تحقیقی مجلہ

منزل کے مسافر ہیں۔ انھوں نے وضاحت کی ہے کہ خواہ صحافی ہو یا کوئی اور قلم کار دراصل اس کا قلم تاریخ رقم کر رہا ہوتا ہے۔ وہ صحافیوں کو اپنے ساتھ ہم آہنگ ہونے کی دعوت دیتے ہیں کہ جب ہمارے اور تمہارے مقاصد ایک ہیں اور منزل بھی ایک ہے تو پھر کیوں نہ ہم اور آپ دونوں مل کر یکجا ہو کے چلیں، تاکہ ہم اپنے تعین کردہ اہداف تک رسائی حاصل کر سکیں:

تم ہو یا ہم ہوں یہ بات ہے مشرک ہم کریں گے نہ ایماں کی سوداگری
بحر میں چاند بے شک نہاتا رہے چاندنی تو نہ ہو گی سمندر میں ضم
تم نے خبریں لکھیں، ہم نے نظمیں لکھیں تم نے کلیاں چنیں ہم نے گجرے پہنے
درحقیقت ہمارے تمہارے قلم کر رہے ہیں تواریخ عالم رقم
ایک مقصد ہے جب ایک منزل ہے جب کیوں نہ مل کے باہم ہم قدم دوستو
لو اٹھیں جیسے مشرق سے خورشید اور یوں چلیں جنگ میں سے تیغ دو دم (۲۸)

احمد ندیم قاسمی اپنی نظم صحافیوں کے نام میں زندگی کی تلخیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے وہ وضاحت کرتے ہیں کہ آج کل زندگی جس ڈگر پر چل رہی ہے وہ قلمی کی صورت میں ہے اور زندگی کو تلخ بنانے میں مفاد پرست اور مطلب پرست طبقے کا نمایاں کردار ہے، جو اپنی آسائش اور آسانی کے لیے دوسروں کو ایذا پہنچاتا ہے۔ وہ وضاحت کرتے ہیں کیسے کردار دراصل معاشرے میں منافقت کو فروغ دینے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے تھوڑے سے فائدے کے لیے دوسروں کا بہت زیادہ نقصان کرنے سے گریز اں کا نہیں کرتے۔ صحافیوں پہ لازم ہے کہ وہ ایسے کرداروں کو بے نقاب کریں اور ان کے اصلیت سے معاشرے کو روشناس کرائیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ایک طریقہ ہے جس پر عمل پیرا ہو کر انسانیت کو نکھارا جا سکتا ہے اور زندگی کا رخ بدلا جا سکتا ہے۔ زندگی جو ایک ستم اور اذیت کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ اس کی صورت تبدیل ہو سکتی ہے۔ وہ صحافیوں کو حقیقت کا آئینہ قرار دیتے ہیں۔ ان کے مطابق ہر وہ صحافی احترام کے قابل ہے جو حق کی پاسداری میں مزاحمتی رویہ اختیار کرتا ہے۔

احمد ندیم قاسمی نے نظم میں وضاحت کی ہے کہ ہم لکھنے والوں کا سرمایہ دار طبقے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ سرمایہ دار ذاتی مفادات کے حصول کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ وہ ذاتی مقاصد کے اصول کے لیے قومی اور مشترکہ مفادات پامال کرنے کا موجب بنتا ہے۔ وہ صافیوں کو بغاوت کا سبق پڑھتے ہوئے کہتے ہیں کہ تم اپنے قلم سے یہ جہاد جاری رکھو، اس جہاد کی بدولت معاشرے میں حق اور جھوٹ کے مابین فرق واضح ہو جائے گا:

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30

باوجودیکہ تم سب دل انگار ہو، تم صداقت کے آئینہ بردار ہو
تم نے تو لایے قانون کو عدل میں، تم نے کھولا ہے ظلِ الٰہیٰ کا بھرم
ہم کو سرمایہ داروں سے کیا واسطہ! آخر آگ پانی کا رشتہ ہی کیا
اہل دولت ہیں وہ اہل دانش ہیں ہم، ان کو خود اپنا غم، ہم کو اپنا غم(۲۹)

احمد ندیم قاسمی صافیوں کو باور کراتے ہیں کہ اب زمانے کی اقدار بدل چکی ہیں۔حالات پہلے سے یکسر انداز میں مختلف رخ اختیار کر چکے ہیں۔وہ اہلِ قلم طبقے کو مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اب ان کے لیے قلم کا بھرم رکھنا مشکل ہو گیا ہے۔کیوں کہ اب حالات کی سنگینی ان کی راہ میں آڑے آتی ہے۔وہ وضاحت کرتے ہیں کہ حالات اس رخ پر اپنی صورت تبدیل کر چکے ہیں۔ان حالات میں وہ لکھنے والوں سے مخاطب ہو کر ان کے نصب العین کا تعین کرتے ہیں اور تلقین کرتے ہیں کہ خواہ مساعد ہوں یا نا مساعد ہمیشہ سچ کہو، سچ لکھو اور سچ کی ترجمانی کرو کیوں کہ سچ سے ہی آدمی اتنا کھویا مقام حاصل کر سکتی ہے۔وہ آدمیت کی بجھتی ہوئی شمع جلانے میں کردار ادا کرنے کے حوالے سے ہر اہلِ قلم کو دعوت فکر دیتے ہیں۔نظم میں انھوں نے لکھنے والے ہاتھ کی قسم دیکھ کر آمادہ مزاحمت کیا ہے۔انھوں نے لکھنے والوں کو اس ہاتھ کی قسم دی ہے جس سے وہ لکھتے ہیں:

اب قلم کا بھرم سخت دشوار ہے دہر کو خود فریبی کا آزار ہے
سنگ سے تو تراشے ہی جاتے ہیں بت، اب عقیدتوں میں ڈھل جاتے رہے صنم
جو کہو حق کہو، جو لکھو، حق لکھو، مشعلِ آدمیت کو بجھنے نہ دو
اپنے جس ہاتھ میں تھامتے ہو قلم تم کو اس ہاتھ کی آبرو کی قسم(۳۰)

ان کی مزاحمتی فکر کی حامل نظمیں مثبت تعمیری انداز کی عکاسی کرتی ہیں۔وہ معاشرے میں ظلم جبر اور نا انصافی کے تمام صورتوں کو رد کرتے ہیں اور مزاحمتی فکر اپناتے ہوئے مثبت اقدار کو پروان چڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

احمد ندیم قاسمی کے شعری سرمایہ غزل اور نظم دونوں صورتوں میں موجود ہیں۔ان کو محض غزل یا نظم کا شاعر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ان کے ہاں تناسب کے اعتبار سے غزل اور نظم کا سرمایہ یکساں صورت میں موجود ہے۔احمد ندیم قاسمی عظمتِ آدم کے شاعر ہیں۔وہ انسان کی عظمت اور برتری کے قائل ہیں۔ان کے نزدیک اس کائنات میں سب سے اہم حیثیت انسان کو حاصل ہے۔اس طرح ان کے ہاں مزاحمت جنم لیتی ہے۔وہ معاشرے کی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30

سطح پر ان تمام کرداروں کے خلاف مزاحمتی رویہ اختیار کرتے ہیں جو انسان کو اس کے شرف اور اس کی عظمت سے محروم کرنے کا سبب قرار پاتے ہیں۔ احمد ندیم قاسمی اپنی نظموں اور غزلوں میں عظمتِ آدم کی راہ میں حائل جملہ پہلوؤں کے خلاف مزاحمتی رویہ اپنایا۔ ان کی مزاحمت، حق پرستی اور حق گوئی کے حوالے سے انھوں نے مزاحمت کے حوالے سے متعدد پہلو اپنائے ہیں۔ وہ معاشرے میں موجود نچلے طبقے کو مائل بہ مزاحمت کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک مزاحمت اس وقت جنم لیتی ہے جب انسان اپنی اصل مقام سے روشناس ہوتا ہے اور اپنے آپ کو پہچانتا ہے۔ خود سے ناشناس فرد اور اپنے آپ سے باخبر انسان مزاحمت کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ وہ اپنے اوپر ہونے والے تمام مظالم کو خاموشی سے برداشت کرتا ہے۔ اس سلسلے میں احمد ندیم قاسمی نے نچلے کمزور طبقات کو شعور اجاگر کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ وہ انھیں مختلف مثالوں کے حوالوں سے سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں اور انھیں باور کراتے ہیں کہ ان کا اصل مقام اور مرتبہ کیا ہے۔ ان کے ہاں مزاحمت کے حوالے سے تحریک بھی ملتی ہے۔ وہ روندے ہوئے طبقے کو وہ اپنا اصل مقام حاصل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اس حوالے سے انھوں نے اپنے اشعار میں چند مثالیں بھی پیش کی ہیں۔ احمد ندیم قاسمی کے ہاں ان کی غزلوں اور نظموں میں مزاحمت کے حوالے سے تاریخ حوالہ بھی ملتا ہے۔ وہ تاریخی تناظر میں ہونے والے مظالم کا تذکرہ کرتے ہوئے ظلم کرنے والے کرداروں کے خلاف مزاحمت اختیار کرتے ہیں اور ان کے ظالمانہ اقدامات کی نفی کرتے ہوئے نئے عہد کے انسان کو ان عوامل سے خبردار کراتے ہیں جو معاشرے میں منفی طرزِ عمل کا سبب قرار پاتے ہیں۔

احمد ندیم قاسمی نے اپنی شاعری میں مزاحمتی کرداروں کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ وہ حق کی سربلندی اور عظمت کے لیے مزاحمت اختیار کرنے والے کرداروں کو قابلِ تقلید قرار دیتے ہیں۔ ان کے ہاں بار ہا تذکرے میں آنے والے کرداروں میں سقراط اور منصور نمایاں نظر آتے ہیں۔ انھوں نے ان کرداروں کی مناسبت سے کہا ہے اور نئے عہد کے انسان کو ان کرداروں کے طرز پر مزاحمت کی صورت میں پیش آنے والی تمام صعوبتوں اور مشکلات کو خوشی خوشی قبول کرنے کی تلقین کی ہے۔ احمد ندیم قاسمی کے ہاں ان کی شاعری کو مقصدیت عطا کرنے میں مزاحمت کے پہلو سب سے نمایاں نظر آتا ہے۔

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30

حوالہ جات

۱۔ روبینہ سہگل: عورت اور مزاحمت، لاہور، مشعل کیشنز، ۱۹۹۴، ص ۲۳

۲۔ احمد ندیم قاسمی: ندیم کی نظمیں، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۱، ص ۱۳

۳۔ ایضاً، ص ۸

۴۔ ایضاً، ص ۱۴

۵۔ ایضاً، ص ۱۴

۶۔ ایضاً، ص ۲۲

۷۔ ایضاً، ص ۲۲

۸۔ ایضاً، ص ۲۲

۹۔ ایضاً، ص ۲۴

۱۰۔ ایضاً، ص ۲۹

۱۱۔ ایضاً، ص ۳۱

۱۲۔ ایضاً، ص ۴۴

۱۳۔ محمد حسن، ڈاکٹر: مزاحمتی ادب، مشمولہ، عصری ادب، شمارہ نمبر، ۳۰۔۲۹

۱۴۔ احمد ندیم قاسمی ندیم کی نظمیں، ص ۴۷۔۴۶

۱۵۔ ایضاً، ص ۶۶

۱۶۔ ایضاً، ص ۶۷

۱۷۔ سبینہ اویس، ڈاکٹر: پاکستانی اردو نظم میں مزاحمتی عناصر، مشمولہ الماس (تحقیقی جنرل، شاہ عبد اللطیف یونیورسٹی، خیر پور سندھ، ۲۰۰۲، والیم ۵، ص ۲

۱۸۔ احمد ندیم قاسمی: ندیم کی غزلیں، ص ۵۷

۱۹۔ ایضاً، ص ۸۰

۲۰۔ ایضاً، ص ۸۱

۲۱۔۔ علی سردار جعفری: ترقی پسند ادب، نئی دہلی: انجمن ترقی اردو، ۲۰۱۳، ص ۷

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-30

۲۲۔ احمد ندیم قاسمی: ندیم کی غزلیں، ص۵۳۵

۲۳۔ ایضاً، ص۵۳۶

۲۴۔ ایضاً، ص۵۳۷

۲۵۔ ایضاً، ص۵۳۷

۲۶۔ ایضاً، ص۵۳۸

۲۷۔ ایضاً، ص۵۷۹

۲۸۔ ایضاً، ص۶۵۳

۲۹۔ ایضاً، ص۴۵۳

۳۰۔ ایضاً، ص۴۵۴